سوال

کیا عورت کے لیے شرابی اور نشئی خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے ؟

جواب

الحمد للہ

اصل میں عورت کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں لیکن اگر اس کا کوئی سبب ہو تو پھر جائز ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر کسی سبب کے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابوداود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر (2035) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

" من غیر باس " سے مراد یہ ہے کہ : بغیر کسی سخت ضرورت کے جو جدائی کے سوال کا باعث بن سکتی ہو

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورت کا خاوند سے طلاق طلب کرنے کی ترہیب میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب اس پر محمول کی جائینگی کہ جب طلاق کا متقاضی کوئی سبب نہ ہو تو عورت کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے، پھر انہوں نے مندرجہ بالا حدیث ذکر کی ہے " انتہی

بلاشک وشبہ کسی شخص کا شرابی اور نشئی ہونا بہت بڑا نقص ہے، جو عورت کے دین اور دنیا کے لیے نقصاندہ ہے، کیونکہ خدشہ ہے کہ کہیں وہ نشہ کی حالت میں بیوی کے پاس آئے اوراسے زدوکوب کرنا شروع کردے یا سب وشتم کرے یا پھر اس وقت بیوی کو ایسا کام کرنے کا کہے جو جائز نہ ہو

اس طرح کا عذر اور عیب عورت کے لیے خاوند سے طلاق طلب کرنے کا مباح سبب شمار ہوگا، لیکن عورت کو چاہیے کہ وہ خاوند کے معاملہ میں صبر سے کام لے اور حسب استطاعت اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اور اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو اور خاوند کے ساتھ رہنے میں اسے نقصان ہوتا ہو تو پھر اس صورت میں اس کے لیے طلاق طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں

شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

نشہ کرنے والے خاوند سے بیوی کا طلاق طلب کرنے میں کیا حکم ہے، اور اس کے ساتھ رہنے کا حکم کیا ہوگا ؟ یہ علم میں رہے کہ عورت اور اس کی اولاد کی دیکھ بھال کرنے والا خاوند کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے ؟

" نشئی شخص سے بیوی کا طلاق طلب کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کے خاوند کی حالت پسندیدہ نہیں، جب وہ اس حالت میں طلاق طلب کرتی ہے تو سات برس کی عمر سے کم بچے ماں کے ساتھ جائینگے، اور والدان کے اخراجات کا ذمہ دار ہوگا

اور اگر بیوی کا خاوند کے ساتھ رہنا ممکن ہوتا کہ نصیحت وغیرہ کے ذریعہ اس کی اصلاح کرسکے تو یہ بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2/745-746).

واللہ اعلم.